فرانس میں حجاب پر پابندی کا جائزہ

*غازی عبدالرحمن قاسمی

**حافظ حامد علی اعوان

***ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی

For the last few years a voice is being raised for legislation against "Hijab"in Europe. France, Belgium, Spain, Germany, etc are among these countries. However some European countries are silent about this matter. Most of the European countries, without interfering with the religious creeds of their citizens, consider the eastern people the equal citizens of their country maintaining the solidarity of their country, want to see the Muslims equal participants in the progress of the country. The general's concept of "Hijab" found in Europe at present is the main cause of restriction on "Hijab"in France and the grounds on which legislation was made against "Hijab" their critical analysis and the effects of this ban have been presented in this article.

مغربی دنیا مذہب سے اس قدر دور جاچکی ہے کہ ان کی اکثریت میں مذہب کے تقدس کا احساس ختم ہو چکا ہے ان کے لیے سب کچھ ان کی موجودہ تہذیب ہے جس نے ان کی مذہبی اقدار کو اس طرح ڈھانپ لیا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب بالخصوص اسلامی تعلیمات کو برداشت کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہیں۔

اہل یورپ کے نزدیک ان کے کلچر و تہذیب کا تقاضا ہے کہ اہل مشرق جو یورپ میں مقیم ہیں وہ اپنی اسلامی تہذیبی اقدار کو ترک کر کے ہمارے کلچر رہن سہن کو اپنائیں۔ بصورت دیگر یورپ میں مقیم بالخصوص خواتین کا باپردہ لباس نسلی منافرت میں اضافہ کا باعث بن سکتا ہے۔

*لیکچرار، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج ملتان، پاکستان

**لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، پاکستان

***پرنسپل، یونیورسٹی آف ایجوکیشن ملتان کیمپس، ملتان، پاکستان

جن ترقی یافتہ مغربی ملکوں میں حجاب اور برقع پر پابندی عائد کی جارہی ہے۔ ان ملکوں میں اسلام کی مقبولیت غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے اور غیر مسلم مردوں کے ساتھ تعلیم یافتہ عورتیں خاصی تعداد میں اسلام قبول کررہی ہیں اس لہر نے ان لوگوں کو پریشان کردیا ہے۔اس وقت خاص طور پر 9/11 کے حادثہ کے بعد دنیا کے سارے مذاہب اور نظریات پس منظر میں چلے گئے ہیں کوئی ان کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتا سب کی نظر اسلام پر مرکوز ہوگئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات جن سے مسلمانوں کی انفرادیت اور امتیاز کا پتہ چلتا ہے اس کے خلاف بڑی دیدہ ریزی سے تحقیق کرکے اعتراضات کیے جارہے ہیں۔اور اس کا تعلق کسی نہ کسی طرح دہشت گردی، شدت پسندی سے جوڑا جارہا ہے اور اس کے خلاف مہم چلائی جارہی ہے۔

مغربی اقوام دنیا کے لہولعب میں اس قدر محو ہوچکی ہے کہ یہ لوگ مذہب، خدا، انبیاء پر تمسخر سے اور توہین رسالت ﷺ سے بھی باز نہیں آتے۔ایسی بیباک مغربی اقوام کے نزدیک مذہبی اقدار بے حقیقت ہوکر رہ گئی ہیں اور خصوصاً اسلامی اقدار ان کے نزدیک ناقابل برداشت ہیں۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کبھی مسجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی کی بات ہوتی ہے بلکہ سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی عائد کی جاچکی ہے۔[1] اور کبھی حجاب و نقاب اور برقع کے خلاف مذمتی قراردادیں پیش کی جارہی ہیں۔اور ہالینڈ کی پارلیمنٹ سے اٹھنے والی اسلام اور امیگریشن مخالف آوازیں اس کا ثبوت ہیں۔[2]

کیاآج کے اس جدید دور میں کسی ترقی یافتہ قوم سے ایسی توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ حجاب اور برقعہ کو موضوع بنائے اور لباس انسانیت و شرافت پر پابندی عائد کرنے کے لئے قانون سازی کرے اور اس کی مخالفت کرنے والوں پر قید کی سزا متعین کرے۔؟

ایک وقت تھا جب لوگ غاروں میں رہتے تھے، تہذیب وتمدن سے دور تھے۔ان کے سماج میں شرم وحیاء اور عصمت وعفت کا کوئی تصور نہیں تھا کیا اب اس ترقی یافتہ دور میں وہی ماحول پیدا کرنے کی کوشش ہے؟ اور ترقی یافتہ قومیں اسی تمدن کی طرف واپس لوٹ رہی ہیں۔؟

اگر یہ خیال غلط ہے تو پھر یہ سوال ابھرتا ہے کہ آج کی مادی وسائنسی ترقی کے دور میں کیا حجاب اور برقعہ جو مسلمانوں کا شریفانہ لباس ہے وہ موضوع بحث بننے کی چیز ہو سکتی ہے۔؟ کیا دنیا کی کسی مہذب اور رواداری قوم اور حکومت کو اس کا حق ہے کہ ملک کا آزاد شہری کیا پہنے کیا کھائے اور کس مذہب اور نظریہ کی اتباع کرے۔؟ کیا اسی کا نام رواداری و شخصی آزادی اور جمہوری برابری ہے۔؟

شعائر اسلام اور اسلامی تہذیب کی کشش کا خوف ہے جو تیزی سے یورپی معاشرے میں اپنے اثرات ونفوذ کا دائرہ وسیع کرتا جارہا ہے۔جس کی وجہ سے برقعہ اور حجاب ان ترقی یافتہ قوموں کی عریاں دم توڑتی تہذیب کے لئے ایک چیلنج بن گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یورپ میں کچھ عرصہ سے حجاب کے خلاف قانون سازی کی آوازیں بلند ہورہی ہیں۔جن میں فرانس، بیلجیئم، اسپین، جرمنی وغیرہ شامل ہیں۔تاہم بعض یورپ کے ممالک اس معاملہ میں خاموش ہیں۔یورپ کی بیشتر حکومتیں اپنے شہریوں کے مذہبی عقائد میں دخل اندازی کئے بغیر اہل مشرق (مسلمان شہریوں) کو مملکت کا برابر کا شہری سمجھتے ہوئے ملک کی یکجہتی کو قائم کرکے ملکی ترقی میں مسلمانوں کو برابر کا شریک دیکھنا چاہتی ہیں۔چنانچہ اس وقت یورپ میں حجاب کے حوالہ سے جو تاثر ہے اس کا اجمالی تذکرہ کرتے ہوئے فرانس نے جن بنیادوں پر حجاب کے خلاف قانون سازی کی ہے اس کا جائزہ لیا جائے گا۔

برطانیہ کا حجاب کے بارے میں موقف:

برطانیہ میں حجاب پر پابندی نہیں ہے۔اور نہ ہی اس کا امکان ہے۔برطانیہ کا کہنا ہے کہ اِس بات کا امکان بہت ہی کم ہے کہ وہ فرانس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلم خواتین کے نقاب پہننے پر پابندی عائد کرے۔

برطانیہ میں امیگریشن کے وزیر "ڈیمئن گرین" نے اخبار "سنڈے ٹیلیگراف" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

"کہ لوگوں سے یہ کہنا ہے وہ عام مقامات پر کیا پہنیں اور کیا نہ پہنیں، برطانوی اصولوں کے خلاف ہے اور یہ روایتی برداشت اور معاشرے میں باہمی احترام کی اقدار کے بھی منافی ہے۔"ڈیمئن گرین نے مزید کہا"کہ ایسے مواقع آتے ہیں جہاں کسی کا چہرہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔"لیکن انہوں نے اس چیز کی بھی وضاحت کی"اس بات کے امکانات بہت کم ہیں، کہ برطانوی پارلیمان اس حوالے سے کوئی قانون پاس کرے کہ لوگ کیا پہنیں اور کیا نہیں۔؟"[3]

اور اسی قسم کا جواب امریکی صدر باراک اوبامہ نے دیا جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کا بھی امریکا میں حجاب پر پابندی لگانے کا ارادہ ہے؟

تو صدر باراک اوباما نے کہا:

"In the United State our basic attitude to tell people what to wear is that we're not going"

"یونائیٹڈ اسٹیٹ میں ہمارا رویہ یہ نہیں کہ ہم لوگوں کو بتائیں کہ انہیں کیا پہننا ہے۔"[4]

بیلجیئم میں حجاب پر پابندی:

بیلجیم کی پارلیمنٹ نے عوامی مقامات پر برقعہ پہننے پر پابندی عائد کردی ہے۔بیلجیم کی پارلیمنٹ میں رائے شماری میں ایک سو چونیتس ارکان نے برقعہ پر پابندی کے حق میں ووٹ دیا

جبکہ مخالفت میں ایک بھی ووٹ نہیں آیا۔ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے پر پندرہ سے پچیس یورو جرمانہ عائد کیا جائے گا جبکہ سات دن قید بھی ہو سکتی ہے۔ آج نیوز کے مطابق بلجیم میں نقاب پر پابندی کا بل پارلیمنٹ کے ایوان زیریں میں متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ ایوان زیریں سے منظوری کے بعد اب یہ بل حتمی قانون سازی کے لئے سینیٹ میں پیش کیا جائے گا۔ ایوان میں بل پیش کرنے والے رکن پارلیمنٹ "باسکولائن" کا کہنا ہے کہ اس اقدام کا مقصد کسی مذہب پر حملہ کرنا نہیں بلکہ یہ اقدام اس بات کا مظہر ہے کہ بیلجیئم خواتین کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتا ہے۔[5]

اسپین میں حجاب پر پابندی:

طویل عرصے تک مسلمانوں کے زیرِ حکومت رہنے والے ملک اسپین میں بھی حجاب پر پابندی کے بارے میں بحث ومباحثے جاری ہیں چنانچہ اس کے دو بڑے شہروں میں پابندی عائد کی جا چکی ہے۔

اسپین کے شہر میں برقع پر پابندی کا قانون منظور کر لیا گیا ہے، جس کے بعد خواتین عوامی مقامات پر برقع نہیں پہن سکیں گی۔ اس فیصلے کے نتیجے میں "لیڈا" اسپین کا پہلا شہر بن گیا ہے جہاں برقع پہننے پر مکمل پابندی ہے۔ واضح رہے کہ لیڈا کی تین فیصد آبادی مسلمان ہے جبکہ اسپین میں مسلمانوں کی کل آبادی تقریباً دس لاکھ ہے۔ غیر ملکی خبر ایجنسی کے مطابق اسپین کے لیڈا ٹاؤن کے حکام نے خواتین کو پردہ نہ کرنے کے قانون پر سختی سے عمل کرنے کی ہدایت جاری کر دی ہے۔ لیڈا میونسپل نے رواں برس جون میں برقعے اور حجاب پر پابندی کا قانون پاس کیا تھا۔[6]

اسپین کے دوسرے بڑے شہر "بارسلونا" میں حجاب پر پابندی کا فیصلہ کر لیا گیا اور اس کا اطلاق موسم گرما کے بعد سے ہوگا۔ "بارسلونا" کی بلدیہ کی طرف سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ عوامی مقامات پر برقعہ، نقاب یا حجاب پہنے پر پابندی ہوگی۔ اس پابندی کا اطلاق رواں سال موسم گرما کے بعد سے ہوگا۔[7]

فرانس میں حجاب پر پابندی:

فرانس میں حالیہ چند سالوں سے حجاب کے خلاف جو تحریک چل رہی تھی وہ قانونی شکل اختیار کر گئی ہے۔ پہلے یہ پابندی صرف تعلیمی اداروں تک محدود تھی اور اسے سکول ،یونیفارم اور ڈسپلن کی خلاف وزری قرار دیا گیا، لیکن اب اس پر عمومی طور پر پابندی لگادی گئی ہے۔ جس کا نفاذ ۱۱ اپریل 2010 سے کر دیا گیا ہے۔

برقعہ پر پابندی سے متعلق بل کا مسودہ فرانسیسی وزیر قانون وانصاف " مائیکل ایلیٹ مرئی "نے اجلاس میں پیش کیا تھا۔ اور جس کی کابینہ نے اتفاق رائے سے منظوری دے دی۔[8] اس وقت فرانس میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد رہائش پذیر ہے ۔فرانس کی وزارت داخلہ کے مطابق فرانس جہاں یورپی ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ مسلمان رہائش پذیر ہیں اور انیس سو خواتین برقع پہنتی ہیں۔[9] مسلمانوں کے شدید تحفظات کے باوجود فرانس میں حجاب پر پابندی کا قانون نافذ کر دیا گیا۔ پیرس میں نئے قانون کے خلاف احتجاج کرنے والے ساٹھ سے زائد افراد کو حراست میں لیا گیا۔نئے قانون کے تحت عوامی مقامات اور عدالتوں میں چہرہ چھپانے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ایسا کرنے والے کسی بھی عورت کو پولیس اسٹیشن بلا کر نقاب اتارنے کو کہا جائے گا۔اور حکم عدولی پر ڈیڑھ سو یورو جرمانہ کیا جائے گا۔[10] اور اگر کسی مرد نے کسی مسلم خاتون کو برقعہ پہننے پر مجبور کیا یا اس کی ترغیب بھی دی تو ایسا کرنے والے کو ایک سال قید اور پندرہ ہزار یورو جرمانے لگانے کا بھی قانون پاس کر لیا گیا ہے۔[11]

فرانس کا شہریت دینے سے انکار:

بلکہ فرانس کی حکومت نے ایک غیر ملکی شخص کو اس بنیاد پر شہریت دینے سے انکار کر دیا ہے جس نے اپنی بیوی کو زبردستی نقاب پہننے کا حکم دیا تھا۔اس آدمی کی موجودہ شہریت کے

بارے میں نہیں بتایا گیا ہے لیکن وہ فرانس میں مستقل طور پر اپنی فرانسسی بیوی کے ساتھ رہائش پذیر ہونے کے لیے شہریت چاہتا تھا۔

امیگریشن کی وزیر "ایرک بسون" کا کہنا ہے:

> " کہ شہریت دینے سے اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ اس آدمی نے اپنی بیوی کی آزادی پر پابندی لگانے کی کوشش کی تھی اور اسے چہرہ ڈھانپنے والے نقاب کے بغیر گھر سے باہر آنے جانے کی اجازت نہیں تھی۔" ایک بیان میں انھوں نے کہا کہ " منگل کو ایک ایسے آدمی کی شہریت کی درخواست کو مسترد کرنے کے حکم نامے پر دستخط کیے تھے جس کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس نے اپنی بیوی حکم دیا تھا کہ وہ سر سے پاؤں تک کا برقع پہنے۔" انھوں نے مزید کہا کہ "تحقیقات اور انٹرویو کے دوران معلوم ہوا کہ اس شخص نے اپنی بیوی کو مجبور کیا تھا کہ مکمل اسلامی نقاب پہنے اور چہرہ ڈھانپے بغیر گھر سے باہر آنے جانے کی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔" ایرک بسون نے شہریت روکنے کے حکم نامے پر دستخط کرنے کے بعد حتمی منظوری کے لیے وزیر اعظم کے پاس بھیج دیا ہے۔[12]

فرانس کے صدر نکولس سرکوزی کے بیانات:

فرانس کے صدر نکولس سرکوزی نے ملک کی قومی شناخت کے حوالے سے سرکاری افسروں، اساتذہ' طلبہ اور ان کے والدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

> " کہ نہ تو برقع یا حجاب مذہبی علامت ہے اور نہ ہی اس سیکولر ملک میں اس کے لیے کوئی گنجائش ہے۔"[13]

صدر نکولس سرکوزی نے پارلیمینٹ کے دونوں ایوانوں کے سامنے برقع کے بارے میں اس طرح اظہار خیال کیا:

"ہم اپنے ملک میں خواتین کو جال کے پیچھے قید نہیں دیکھ سکتے، جس میں وہ معاشرے سے منقطع ہوں اور ہر قسم کی شناخت سے محروم ہوں۔ یہ جمہوریہ فرانس کا خواتین کے وقار کا نظریہ نہیں ہے۔ برقع مذہب کی علامت نہیں ہے یہ حکم برداری کی علامت ہے، اس کو فرانس کی سرزمین پر خوش آمدید نہیں کیا جائے گا۔"[14]

فرانس کے صدر کے مذکورہ بالا بیانات بڑی وضاحت سے ان کے موقف کو بیان کر رہے ہیں۔

فرانس میں حجاب پر پابندی کی وجوہات:

چہرے کے حجاب پر پابندی کے خلاف جو مذمتی قرار داد منظور ہوئی اور جو فرانس کے صدر نکولس سرکوزی نے پردے کے خلاف دلائل اور وجوہات پارلیمنٹ میں بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1. چہرہ کا پردہ فرانس کی اقدار کے خلاف ہے اور اس سے فرانسیسی ثقافت کی توہین ہوتی ہے۔ قرارداد کے مطابق اسلامی پردہ سے مرد اور عورت کی تفریق ہوتی ہے۔[15]
2. عورتوں کی آزادی چھین کر انہیں قیدی بنا دینے کے مترادف ہے۔
3. پردہ عورتوں کو غلام اور مجبور بنا کر رکھ دیتا ہے۔
4. یہ عورتوں کو زبردستی فرمانبردار اور تابعدار بنا دیتا ہے۔
5. پردہ عورتوں کو ان کی بنیاد سے ہٹا دیتا ہے۔ سماجی زندگی سے کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔
6. عورتوں کو ان کی شناخت سے محروم کر دیتا ہے۔
7. عورتوں کو کپڑے میں ملفوف کر کے ان کے چہرے چھپا دیتا ہے۔ عورتوں سے ان کا وقار چھین لیتا ہے۔[16]

فرانس میں حجاب پر پابندی کے جو دلائل اور وجوہات بیان کی گئی ہیں ان کو تین نکات کی صورت میں تقسیم کر کے پھر ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

❶ چہرہ کا پردہ فرانس کی اقدار کے خلاف ہے اور اس سے فرانسیسی ثقافت کی توہین ہوتی ہے۔

جائزہ:

فرانس کا چہرے کے حجاب پر پابندی لگانا محض اس لیے کہ اس سے فرانسیسی ثقافت کی توہین ہوتی ہے اس پر غور کرنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ یورپ کا قانون مذہبی آزادی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی

(European Convention for the protection of Human Right, 1950)

کے آرٹیکل نمبر ۹ کے مطابق:

۱۔ خیال و ضمیر اور مذہب کی آزادی کا ہر ایک کو حق ہے۔اس حق میں مذہب اور عقیدے کی تبدیلی بھی ہے اور یہ آزادی یا تو تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جلوت اور خلوت میں ہر ایک کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے مذہب، وعقیدہ، عبادت، تعلیمات، معمولات، رسموں اور رواجوں کو کھلے بندوں ظاہر کر سکے۔

۲۔ مذہب یا عقیدہ کو ظاہر کرنے کی آزادی ایسی تحدیدات کی پابند ہوگی جو قانون نے وضع کی ہیں۔اور ایک جمہوری معاشرے میں عوامی امن وامان، صحت واخلاق یا دوسرے کے حقوق اور آزادیوں کے لیے ضروری ہے۔[17]

یونیورسٹی آف ٹورانٹو میں قانون کے پروفیسر ڈاکٹر محمد افضل کہتے ہیں:

"یورپ اور امریکہ میں آئین کی بنیاد مذہبی آزادی پر ہے اور نجی زندگی میں مسلمانوں کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی اسلامی عقائد کے مطابق گزاریں، لیکن وہ عقیدے کی بنیاد پر ایسا کوئی کام نہیں کر سکتے جو آئین سے متصادم ہو۔"[18]

جب یورپی قانون میں مذہبی آزادی موجود ہے ہر شخص اپنے مذہب وعقیدے کے مطابق عمل کرنے میں نہ صرف آزاد ہے بلکہ عقیدہ کی تبدیلی کا بھی حق رکھتا ہے تو پھر مسلمانوں کے لیے حجاب پر پابندی کیا ان کی مذہبی آزادی میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف نہیں ہے۔؟

رہا یہ سوال کہ حجاب فرانس کی ثقافت کے خلاف ہے؟ فرانس کے اس موقف کا جائزہ لینے سے قبل اس بات کو سامنے رکھنا ضروری ہے کہ کہ ہر تہذیب کے پیچھے ایک فکر ہوتی ہے۔ اور اس فکر پر ایک نظام قائم ہوتا ہے اور اس نظام کے جملہ اجزا اس فکر کو تقویت دیتے ہیں۔ ایسے اجزاء اس نظام میں نہیں ٹھہر سکتے جو اس کی بنیادی فکر سے ہم آہنگ نہ ہوں۔ یا تو یہ اجزاء تقویت پا کر آہستہ آہستہ اس فکر کو مردہ بنادیں گے۔ یا پھر اس تصادم میں خود مردہ ہو جائیں گے۔ فکر ونظام کے اس عملی مظہر کو " تہذیب " کہا جاتا ہے گویا یہ نظریہ و عمل کے اشتراک ہی کی ایک صورت ہوتی ہے۔

موجودہ مغربی تہذیب کی بنیاد مادہ پرستی (Materialism) پر ہے۔ اس میں مذہب کی بنیادی تعلیمات (خوف خدا، فکر آخرت وغیرہ) کی بجائے صرف اسی کام کو وقعت دی جاتی ہے جو مادی اعتبار سے مفید ہو۔ گویا افادیت پسندی (Utilitarianism) اس تہذیب کی روح ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مغربی تہذیب ایک بالغ شخص کو کھلی چھٹی دینے کی قائل ہے۔ وہ اخلاقی قدروں کی پامالی اس کا حق آزادی شمار کیا جاتا ہے۔ اور حلال وحرام کی پروا کیے بغیر مال کمائے تو یہ اس کا معاشی حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ عورت، مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرے تو

یہ اس کا تمدنی حق سمجھا جاتا ہے۔اور مرد و عورت بے راہ روی پر اتر آئیں تو یہ ان کا جنسی حق تسلیم کیا جاتا ہے۔معاشرے کی اکثریت اپنی کسی لذت اور خواہش کی تکمیل کے لیے ایک ناجائز کام کو جائز کرانا چاہے تو یہ حق جمہوریت کی رو سے ممکن ہے۔[19]

مغربی تہذیب کی انہی فکری بنیادوں پر جب عمل درآمد ہوا تو معاشرے میں بے شمار بگاڑ پیدا ہوئے ،اور یہ بات واضح ہے کہ جب خواہشات کی تکمیل کے لیے اخلاقی و مذہبی پابندیوں کی رعایت نہ کی جائے تو پھر معاشرہ میں جو انار کی پھیلے گی اس کا تصور ہی لرزا دینے والا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مغرب میں خاندانی ادارہ تباہ ہو چکا ہے۔نوجوانی میں تو عیش کی جا سکتی ہے مگر بڑھاپے میں اپنی سگی اولاد بھی اولڈ ہاوس چھوڑ آتی ہے۔خاندانی نظام کی تباہی کی وجہ سے عورت کو اپنا معاش خود تلاش کرنا پڑتا ہے۔

اسلامی تہذیب میں عورتوں کو سہولیات اور حقوق دیے گئے ہیں وہ بھی روز روشن کی طرح واضح ہیں۔یورپ میں اس وقت جو اسلام کو پذیرائی مل رہی ہے بالخصوص عورتوں کی اسلام کی طرف رغبت نے ان کو پریشان کر دیا ہے،اور اسلام کی مقبولیت سے وہ بے حد خائف ہیں۔ چنانچہ مستقبل میں انہیں سیاسی حلقوں پر اپنی گرفت کمزور پڑتی نظر آرہی ہے ۔اس لیے وہ اپنے سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تہذیب و ثقافت کی آڑ میں اسلام کے بارے میں غلط اور بے بنیاد باتیں عام کر رہے ہیں۔

سوئٹزر لینڈ میں مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی،فرانس میں حجاب و نقاب اور برقع کے خلاف قانون سازی اور ہالینڈ کی پارلیمنٹ سے اٹھنے والی اسلام اور امیگریشن مخالف آوازوں پر مغربی آئین کے ایک ماہر پروفیسر کا تبصرہ پڑھیے۔

جرمنی کے شہر نیورمنبرگ میں قائم "ایرلنگن"یونیورسٹی میں اسلام اور مغربی آئین کے ایک ماہر،پروفیسر "ماتھیاس روہ"لکھتے ہیں:

" کہ ان اقدامات کا اسلام اور مغرب کے درمیان تعلقات پر یقیناً منفی اثر ہو رہا ہے، لیکن یہ اقدامات اکثریت کی نہیں بلکہ ایک ایسی قدامت پسند اقلیت کی سوچ کی ترجمانی کرتے ہیں جو یورپ میں اسلام کے کردار کے بارے میں بعض حلقوں کے شکوک وشبہات کو سیاسی مفاد کے لیے استعمال کر رہی ہے۔"[20]

اور مغربی ممالک میں اسلام اور مغربی آئین کے بعض ماہرین کا کہنا ہے:

" کہ مسلمان مغرب میں سماجی دھارے کا حصہ یقیناہیں۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ مسلم دنیا اور مغربی ممالک میں سیاسی اور معاشی مسائل کی طرف عوام اور حکمرانوں کی توجہ مبذول کرانے کے لیے مذہب کی زبان کا سہارا نہ لیا جائے، کیونکہ ایسی سوچ عوام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے بجائے ان میں انتشار پیدا کرتی ہے جو موجودہ مسائل کے حل کے بجائے بہت سے نئے مسائل کو جنم دیتی ہے۔"[21]

مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ فرانس میں حجاب پر پابندی ثقافت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ثقافت کی آڑ میں سیاسی مفاد ہے اور اگر یہ مفروضہ تسلیم کر لیا جائے کہ حجاب پر پابندی سے مقصود یکسانیت پیدا کرنا ہے ۔تو اس کے جواب میں، مغربی ممالک کے بعض ماہرین کی یہ رائے وزن رکھتی ہے کہ ایسے اقدامات سے عوام ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو گی بلکہ ان میں انتشار بڑھے گا جو کہ موجودہ مسائل کو حل کرنے کی بجائے نئے مسائل پیدا کرے گا۔

اور جن حلقوں میں اسلام کے کردار کے بارے میں شکوک وشبہات ہیں ان کے حل کے لیے مسلمانوں سے ان کی رائے لی جائے۔ اسی نکتہ کو بیان کرتے ہوئے یونیورسٹی آف ٹورانٹو میں قانون کے پروفیسر ڈاکٹر محمد افضل کہتے ہیں:

" اسلامی قوانین دراصل کیا ہیں اور مسلم اقلیتی ممالک میں ان کا دائرہ کار کیا ہے؟ اس کی وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ مغرب سے مسلمانوں کی ایک

متحد آواز سامنے آئے جو سب کے لیے ان سوالوں کے جواب دے سکے۔"[22]

ڈاکٹر افضل نے اس نکتہ کو بہت اچھے طریقہ سے اٹھایا کہ اسلامی قوانین کی وضاحت کے لیے مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کی متحدہ آواز آئے تو اسلام کے حوالہ سے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات ختم ہو سکتے ہیں مگر یہ تو تب ہے جب مسلمانوں سے اس بارے میں استفسار ہو جہاں ان کے جذبات اور تحفظات کو نظر انداز کر کے فیصلہ سنا دیا جائے تو وہاں ان کے موقف کو کون سنے گا؟

- **اسلامی پردہ سے مرد اور عورت کے درمیان فرق ہوتا ہے۔**

جائزہ:

فرانس کا حجاب پر پابندی کی قرارداد میں یہ موقف اختیار کرنا کہ اسلامی پردہ سے مرد اور عورت کی تفریق ہوتی ہے۔اس کا جائزہ لینے سے قبل یہ بات دیکھ لی جائے کہ اسلام، مرد وعورت کے درمیان ہر معاملہ میں تفریق کا پہلو سامنے رکھتا ہے یا اس نے مساوات کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔اور تفریق ومساوات کا پس منظر کیا ہے۔؟

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ طلوع اسلام سے قبل عورت جن مصائب ومشکلات کا شکار تھی وہ ایک تاریخ کا دردناک اور المناک پہلو ہے۔[23]اسلام نے عورت کو جو مقام عطا کیا وہ اسے کسی مذہب اور تہذیب نے عطا نہیں کیا۔ مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اس نے مرد وعورت میں بلا امتیاز مساوات کا حکم دیا ہے۔تاہم بہت سارے مقامات پر مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کا لحاظ کیا گیا۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)) [24]

"بے شک عورتیں مردوں کی نظیر ہیں۔"

اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ابن قیمؒ(م751ھ) لکھتے ہیں:

أن النساء والرجال شقيقان ونظيران لا يتفاوتان ولا يتباينان في ذلك وهذا يدل على أنه من المعلوم الثابت في فطرهم أن حكم الشقيقين والنظيرين حكم واحد— وإعطاء أحدهما حكم الآخر[25].

"بے شک عورتیں اور مرد حضرات دونوں ایک دوسرے کی نظیر ہیں جن میں کوئی فرق نہیں اور اس حدیث نے اس بات پر بھی دلالت کی ان کی فطرت سے جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں نظیروں کا حکم ایک ہے اور ان میں سے ایک کو حکم کرنا، دوسرے کا بھی حکم ہوگا۔"

حافظ ابن حجرؒ(م852ھ) لکھتے ہیں:

والنساء شقائق الرجال في الأحكام الا ما خص[26]

"اور عورتیں مردوں کی مثل ہیں احکام میں، مگر وہ احکام جن کی تخصیص کی گئی ہے۔"

علامہ ابن نجیمؒ(م970ھ) لکھتے ہیں:

أن كل حكم ثبت للرجال ثبت للنساء لأنهن شقائق الرجال إلا ما نص عليه[27]

"بے شک ہر وہ حکم جو مردوں کے لیے ثابت ہو وہ عورتوں کے لیے بھی ثابت ہوگا اس لیے کہ عورتیں، مردوں کی مثل ہیں سوائے اس حکم کے جس کے بارے میں صراحت آجائے۔"

علامہ شامیؒ(م1252ھ) لکھتے ہیں:

لأن النساء شقائق الرجال في التكاليف [28]

"عورتیں احکام شرعیہ کے مکلف ہونے میں مردوں کی نظیر ہیں۔"

مذکورہ بالا تشریحات سے معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کے مکلف ہونے میں مرد و عورت میں مساوات ہے۔ چنانچہ قرآن وسنت میں جہاں مردوں کو خطاب کیا گیا ہے تو وہ عورتوں کو بھی شامل ہوگا۔ مگر جب کوئی ایسی دلیل آجائے جو اس حکم کا عورتوں کے ساتھ خاص ہونا بیان کردے تو پھر وہ حکم عورتوں کے ساتھ ہی خاص ہوگا۔

چنانچہ شیخ عطیہ بن محمد سالمؒ (م1420ھ) "النساء شقائق الرجال" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

وكل ما شرع للرجل فهو مشروع للمرأة إلا ما جاء تخصيص المرأة به، ومن الأحكام التي تشمل الرجل والمرأة على حد سواء أحكام الحج، فالحج هو نصيب المرأة من الجهاد، وكل ما شرع للرجل في الحج فهو للمرأة كذلك إلا ما جاء استثناؤها فيه كاللباس والاضطباع والرمل والإسراع بين الصفا والمروة والحلق ونحو ذلك مما ينافي حشمة المرأة ووقارها وخلقتها التي خلقها الله عليها[29]

"اور ہر وہ چیز جو مرد کے لیے مشروع کی گئی ہے وہ عورتوں کے لیے بھی مشروع ہے مگر یہ کہ عورتوں کے ساتھ اس کے حکم کے خاص ہونے پر کوئی دلیل ہو، اور ان احکام کی مثال جو مردوں اور عورتوں دونوں کو ایک ہی طریقہ سے شامل ہیں، ان میں سے حج کے احکام ہیں ۔حج جہاد سے عورت کا حصہ ہے اور ہر وہ طریقہ جو مشروع کیا گیا مرد کے لیے حج میں وہ عورت کے لیے بھی ہے مگر وہ امور جن میں عورتوں کے لیے مردوں سے حکم کا استثناء کر لیا گیا مثلاً حج کا لباس، اضطباع، رمل، صفا و مروہ کے درمیان تیز چلنا اور حلق اور اسی طرح کے وہ کام جو عورت کی شان و شوکت اور احترام کے منافی ہیں۔ اور اس تخلیق کے منافی ہیں جن پر اللہ تعالی نے عورتوں کو پیدا کیا۔"

لہذا معلوم ہوا کہ جو احکامات مردوں کے لیے شرعاً ثابت ہیں بالکل وہی احکامات عورتوں کے لیے ثابت ہیں۔ لیکن وہ احکامات جو شرعی نصوص کے ذریعے کسی ایک کے لیے مخصوص کر دیے گئے ہوں تو انہیں اس قاعدہ اور کلیہ سے مستثنیٰ قرار دیدیا جاتا ہے۔

شریعت مطہرہ میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں جن میں مرد و عورت کو برابری کا درجہ دیا گیا ہے۔

مال و دولت کی محبت اور اس کی ملکیت کی خواہش میں دونوں برابر ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِنَّه لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾ [30]

"اور بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔"

انسانی تکریم میں بھی مرد و عورت برابری کا درجہ رکھتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾[31]

"اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی۔"

شیطان کے فتنہ سے بھی دونوں کو یکساں طور پر خبردار کیا گیا۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭاِنَّه يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُه مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭاِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾[32]

"اے آدم کی اولاد! تمہیں شیطان نہ بہکائے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکال دیا ان سے ان کے کپڑے اتروائے تاکہ تمہیں ان کی شرمگاہیں دکھائے وہ اور اس کی قوم تمہیں دیکھتی ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنادیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"

اور اس لحاظ سے بھی مرد و عورت کو برابری کا درجہ عطا کیا کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو دونوں کے لیے یکساں طور پر بھیجا گیا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَـقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾[33]

"اے ادم کی اولاد! گر تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں جو تمہیں میری آیتیں سنائیں پھر جو شخص ڈرے گا اور اصلاح کرے گا ایسوں پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔"

اور اس کے علاوہ دونوں میں یہ مساوات بھی پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالی نے دونوں سے ایک ساتھ عہد لیا۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ﴾ [34]

"اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہیں تھی۔"

اور حق زندگی میں بھی مرد و عورت میں مساوات پائی جاتی ہے۔زمانہ جاہلیت میں جب کسی شخص کے ہاں بیٹی ہوتی تو اسس کی جو حالت ہوتی قرآن کریم منظر کشی کرتے ہوئے اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾[35]

"اور جب ان میں سے کسی کی بیٹی کی خوشخبری دی جائے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غمگیں ہوتا ہے۔اس خوشخبری کی برائی باعث لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے آیا اسے ذلت قبول کر کے رہنے دے یا اس کو مٹی میں دفن کردے دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔"

قبل از اسلام نہ جانے کتنی معصوم جانوں کو زندہ دفن کیا گیا۔مگر جب اسلام کا ظہور ہوا تو زمانہ جاہلیت کے اس فعل قبیح کی مذمت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا:

﴿ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴾ [36]

"اور جب زندہ در گور لڑکی سے پوچھا جائے۔کہ اس کو کس گناہ کی بنا پر قتل کیا گیا تھا؟"

اسلام شرعی تکلیف اور جزائے اخروی میں بھی مرد و عورت کے درمیان مساوات قائم کرتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ﴾[37]

"پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔"

اور اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾ [38]

"اور جو کوئی اچھے کام کرے گا مرد ہے یا عورت درآنحالیکہ وہ ایماندار ہو تو وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور کھجور (کی گٹھلی) کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے۔"

شرعی حدود اور سزاؤں میں بھی مرد و عورت کے مساوات کا پہلو اختیار کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[39]

"اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

مذکورہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلام نے مرد و عورت کے درمیان بہت سے امور میں مساوات کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور جن امور میں مرد و عورت کے درمیان فرق ہے، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ مثلاً

۱۔ مرد کے لیے طلاق کا اختیار

۲۔ تعدد ازواج کی اجازت

۳۔ گواہی میں فرق

۴۔ وراثت میں مرد کا حصہ زیادہ ہونا

۵۔ عورتوں کے لیے مطلقہ اور بیوہ ہونے کی صورت میں عدت

٦۔ زیب وزینت اور لباس میں فرق۔

ان امور میں شریعت نے جو فرق کیا ہے اس کی تفصیل قرآن وحدیث وکتب فقہ میں موجود ہے۔ مگر واضح رہے کہ ان احکام میں جو فرق ہے اس میں بھی مقصود عورت کا احترام اور توقیر ہے نہ اس کی تذلیل اور تحقیر مقصود ہے۔ جیسا کہ شیخ عطیہ بن محمد سالمؒ کا قول ماقبل میں ذکر کیا گیا۔

لیکن اس مقام پر، صرف مرد و عورت کے لیے زیب وزینت اور لباس میں فرق کو واضح کیا جائے گا کہ شریعت نے اس میں مسئلہ میں فرق کیوں کیا۔؟

عورت کی جسمانی ساخت میں نزاکت اور کشش مردوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے جو بہت سے فتنوں کا سبب اور ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس لیے کہ عورتوں کی محبت اور دل میں ان کی طرف خواہش فطرت کا تقاضا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾[40]

"لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں۔"

اور خاص طور پر جب عورت بے حجاب ہو تو پھر شیطانی خیالات اور برے وسواس جنم لینا شروع کرتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ))[41]

"عورت شیطان کی شکل میں سامنے آتی ہے اور شیطانی صورت میں پیٹھ پھیرتی ہے پس جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس آئے اس سے جو خیال دل میں آیا تھا وہ لوٹ جائے گا۔"

اور جب عورت "حجاب" میں باہر آئے گی تو ہر دیکھنے والا یہ سمجھے گا کہ یہ شریف اور عفیفہ عورتیں ہیں۔ اور ان کے بارے میں منفی سوچ سے وہ نہ صرف بچے گا بلکہ ان کے بارے میں غلط تاثر قائم کر کے ستانے کی یا اخلاق سے گری حرکت کرنے کی جرات بھی نہ کر سکے گا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ [42]

"اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی۔"

عورت کا حسن و جمال اور زیب و زینت کی نمائش، بے باکانہ چہل پہل مردوں کے جذبات میں شورش اور دل و دماغ میں غلط قسم کی سوچیں پیدا کرتی ہے، جس سے وہ غلط راستوں کی طرف جا نکلتا ہے۔ تو شریعت نے اس کے لیے "تبرج جاهلیت" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے پابندی لگائی۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ﴾[43]

"اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو۔"

چونکہ ان احکامات سے مقصود عورت کی ہی عزت و آبرو کا تحفظ ہے لہذا اس لیے عورتوں کے لیے اس قسم کا لباس اور زینب و زینت کا حکم دیا گیا جس سے اس کی عزت و آبرو کا تحفظ رہے۔ جو شخص غیر جانبدار ہو کر ان حقائق کو سامنے رکھے گا وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ لباس اور زیب و زنیت کے معاملہ میں مرد و عورت کے درمیان فرق کا ہونا خود اس کے حق میں بہتر ہے۔

لیکن اگر مرد و عورت کے درمیان ہر وہ فرق جو شریعت نے کیا ہے اس سے صرف نظر کر کے مساوات کا یہ معنی لیا جائے کہ عورت و مرد میں فطری و طبعی لحاظ سے کوئی فرق نہیں اور ہر وہ کام جو مرد کریں، وہی کام ان کے شانہ بشانہ ہو کر عورتیں بھی کریں تو اس قسم کی مساوات کا نہ اسلام قائل ہے اور نہ ہی اس کا قیام ممکن ہے۔

اور اگر اسے ممکن بنانے کی کوشش کی جائے تو یہ فطرت کے خلاف ایک ایسی جنگ ہوگی جس کا نتیجہ معاشرتی نظام کی تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

3 "حجاب" عورتوں کی آزادی سلب کر کے ان کو قید کرنے کے مترادف ہے جو ان کو شناخت سے محروم کر کے ان کا وقار چھین لیتا ہے۔ جس سے وہ سماجی زندگی سے کٹ جاتی ہیں۔

جائزہ:

فرانس کا یہ موقف اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی اور زبردست مغالطہ کی وجہ سے ہے۔ اسلام میں مرد اور عورت کے درمیان حجاب اور حد بندی کا جو تصور ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کی دنیا مردوں سے بالکل الگ اور مختلف ہے۔؟ اگر ایسا ہوتا تو حجاب کے احکام شریعت میں نہ ہوتے ، قرآن کریم نے عورت کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی نہیں لگائی، بلکہ عورت کو زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کر کے نکلنے پر منع کیا گیا۔[44]

اور ضرورت کے وقت گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ))[45]

"تحقیق تمہیں اپنی حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔"

اور اس حکم کو عورت کے لیے "قید" قرار دینا، غلط فہمی ہے۔ اس لیے کہ انسان کو معاشرے میں مکمل آزادی سے جینے کا حق نہیں دیا گیا۔ اسے زندگی میں ہر قسم کی آزادی حاصل

نہیں ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ اس کی آزادی کو محدود آزادی کہا جائے جس سے کسی دوسرے کی آزادی بھی متاثر نہ ہو اور وہ اپنے دین اور اس کی تعلیمات سے بھی دور نہ ہو۔کیا یورپین ممالک میں اتنی آزادی ہے کہ جو شخص اپنی مرضی سے جو چاہے کرے؟کوئی شخص جیسے چاہے دوسروں کے حقوق کو متاثر کرے؟جہاں چاہے گاڑی راستے کے درمیان میں کھڑی کردے؟یا ایسی جگہ جہاں پارکنگ منع ہو،اور روڈ پر مقررہ رفتار سے تیز گاڑی چلائے؟وغیرہ ذالک اسی قسم کی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں۔کہ مطلقا اور مکمل آزادی دنیا کے کسی ملک ومعاشرے میں نہیں ہے۔لیکن یہ محدود آزدی ہے جو ہر شخص کو حاصل ہے کہ وہ کام اپنی مرضی سے کیا جاسکتا ہے جس سے کسی دوسرے کی آزادی متاثر نہ ہو،اگر کسی شخص کی آزادی متاثر ہو تو اس کام سے فوری روک دیا جائے گا۔اور یہ کہا جائے گا کہ آپ کو حق نہیں کہ آپ دوسروں کے حقوق متاثر کریں۔اسی طرح اسلام نے مرد وعورت کو محدود آزادی دی ہے ایسے کام یا امور جن سے دوسروں کو یا خود اپنا نقصان ہو منع کیا ہے۔حدیث میں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)) [46]

"نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔"

وہ خاتون جو بناؤ سنگھار کرکے بے حجاب ہو کر پبلک مقامات پر آتی ہے اور اپنے پوشیدہ حسن کو دوسروں پر ظاہر کرتی ہے۔اس کا یہ عمل مردوں کے لئے تحریک کا سبب بنتا ہے، اور ان میں ہیجانی کیفیت پیدا کرنے کا باعث ہے۔لہذا اگر عورتوں سے کہا جائے کہ وہ اپنے حسن کا مظاہرہ یا اپنی زینت کو عیاں نہ کریں تو یہ چیز ان کو قید کرنا نہیں ہے۔

باقی حجاب سے مقصود عورت کو شناخت اور اس کے وقار سے محروم کرنا نہیں ہے۔

حجاب کی حدبندی دراصل بے راہ روی کی روک تھام کے لیے ہے یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور اس سے بڑے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔اس سے یہی ایک مسئلہ پیدا نہیں ہوتا کہ ایک نوجوان

لڑکی یا نوجوان لڑکا بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ تو بالکل ابتدائی چیز ہے اور شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اولاً اس کا نقصان انفرادی ہے لیکن اس کا سلسلہ خاندانوں تک پہنچتا ہے۔ بے روک ٹوک اور بے لگام روابط خاندانوں اور معاشروں کے لئے "سم قاتل" کا درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں اور معاشروں کا دار و مدار باہمی تعاون و تناصر اور مرد و عورت کے صاف ستھرے اور جائز تعلقات پر مبنی ہے۔ اگر مرد و عورت کے تعلقات کسی غلط ذریعہ سے قائم ہوں اور وہ ناجائز راستوں سے تسکین حاصل کرنے لگیں تو خاندان اور معاشرے کی محکم بنیادیں ہل کر رہ جائیں، اور ان کی وہی درگت ہوگی جو آج بد قسمتی سے مغربی دنیا بالخصوص شمالی یورپ کے ممالک اور امریکا میں ہوئی ہے۔ جہاں کسی قسم کے حجاب کا تصور نہیں، ہر طرف لطف اندوزی، ہیجان خیزی اور شہوت پرستی کی لذت اندوزی کا سامان ہو رہا ہے۔ اور ایسے اقدامات کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے جو جنسی ہیجان کا باعث بنتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بے راہ روی بڑھتی جارہی ہے۔

فرانس میں حجاب پر پابندی کے اثرات

فرانس کے حجاب پر پابندی لگانے سے درج ذیل اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

1. مغرب میں جہاں ایک طرف حجاب کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے، وہیں دوسری طرف مسلم، غیر مسلم اور نو مسلم خواتین کا حجاب سے رشتہ و تعلق مضبوط ہوتا جارہا ہے، بلکہ خود فرانسیسی خواتین، جن میں اسلام کی پیاس اور کشش پہلے سے موجود ہے حجاب کی جانب مائل ہو رہی ہیں۔

اور یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ حجاب کی مخالفت کے نتیجے میں دنیا بھر میں حجاب و حیاء کے بارے میں شعور و بیداری اور اس کی پاسداری کا عزم و ولولہ نہ صرف ایک تحریک کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔ بلکہ حجاب و حیاء کی تحریک مزید مستحکم و توانا ہو رہی ہے۔

❷ حجاب کے خلاف قانون کی منظوری سے فرانسیسی پارلیمنٹ کے فیصلے نے نہ صرف یہ ثابت کردیا ہے کہ یورپ و مغرب اسلام اور انسانی حقوق کے دشمن ہیں بلکہ اس فیصلے کے مستقبل میں دوررس مضمرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ حجاب پر پابندی کے نتیجے میں فرانسیسی حکومت کے خلاف نفرت اور اشتعال میں اضافہ ایک فطری امر ہے۔ دنیا بھر میں فرانس ایک اسلام دشمن ملک کی حیثیت سے جانا پہچانا جائے گا۔

❸ اس پابندی کی وجہ سے جہاں یورپ کی سماجی اور معاشرتی ساکھ متاثر ہورہی ہے، وہیں دوسری جانب یورپ کو اس کا معاشی خمیازہ بھی بھگتنا پڑے گا، کیونکہ یورپ نے یہ پابندی نہ صرف یورپی خواتین پر نافذ کی ہے بلکہ جو خواتین سیاح کی حیثیت سے یورپ آئیں گی، یا جو خواتین باپردہ یورپ میں داخل ہوں گی وہ اس نئے قانون کی زد میں آئیں گی۔ حجاب پر پابندی کے قانون کے اطلاق سے یورپ کو جو معاشی نقصان ہوگا اس کا اعتراف ٹریول کمپنیوں نے بھی کیا۔

گلف سے وابستہ ٹریول کمپنی نے بتایا ہے کہ

> " فرانس میں ہزاروں سیاح مشرق وسطیٰ سے آتے ہیں، وہ سیاح اب یہاں کا رخ نہیں کریں گے۔"[47]

اورینٹ ٹریولز نے کہا:

" کہ مسلمان اپنے نجی معاملات خصوصاً اپنے گھر کی خواتین کے حوالے سے بہت حساس ہوتے ہیں اور جب انہیں اس بات کا خدشہ ہوگا کہ ان کی خواتین کو اب یورپ میں ہراساں کیا جائے گا تو وہ یورپ آنے کے بجائے کہیں اور جانے کو ترجیح دیں گے، جہاں انہیں بغیر کسی خوف کے تفریح کے مواقع میسر آسکیں۔" ٹریول کمپنیوں کے تجزیے کے

مطابق مشرق وسطیٰ کے لوگوں کے لیے برطانیہ کے بعد فرانس دوسرا بڑا تفریحی مقام ہے اور پیرس کے بازاروں اور تفریحی مقامات پر باپردہ خواتین اکثر دیکھی جاتی ہیں۔[48]
بہر کیف ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے۔جو بسا اوقات مثبت اثرات کی بجائے منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔فرانس کی حالیہ "حجاب" پر پابندی سے نہ صرف فرانس کے حوالہ سے منفی اثرات مرتب ہونگے بلکہ عمومی طور پر یورپ کی سیاسی اور سماجی و معاشی ساکھ بھی متاثر ہوگی جو کہ خود ان کے حق میں نقصان دہ ہے۔

خلاصہ بحث:

اسلام دین فطرت ہے۔اس کی تعلیمات تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔اسلام نے جس طرح زندگی کے مختلف شعبوں کے لیے نہایت مفید اور کارآمد احکام دیے ہیں اسی طرح نظام عفت و عصمت کو بھی بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔اسی سلسلہ میں احکامات حجاب دیے گئے ہیں۔جن پر عمل درآمد کرانے کا مقصد عورتوں کو قید کرنا یا ان کی آزادی سلب کرنا نہیں ہے۔بلکہ انہی کی زندگی کو تحفظ دینا ہے۔

اسلام میں حجاب کا حکم معاشرے میں مرد اور عورت کے درمیان غیر ضروری اختلاط سے روکنے کے لیے ہے۔کیوں کہ مرد و عورت کی بلاوجہ قربت اور بے مقصد میل جول معاشرتی زندگی کے لیے نقصان دہ ہے۔اس حکم حجاب سے اسلام معاشرتی زندگی کو پاکیزہ بنانا چاہتا ہے۔اس لیے کہ بے پردگی جہاں عورتوں کے لیے نقصان ہے وہیں پر معاشرہ میں کام کرنے والے مردوں کے افکار میں انتشار کا سبب ہے۔ان کی سوچنے و سمجھنے کی صلاحیتیں متاثر ہونگی اور وہ اپنے اصل کام اور مقصد سے بھٹک کر فضول اور غلط راستوں پر چل پڑیں گے۔یورپ میں حجاب کے خلاف جو غلط باتیں پھیلائی جارہی ہیں ان کا مقصد اسلام کے قریب آنے والوں کو دور کرنا ہے۔اور فرانس نے جن بنیادوں پر حجاب کے خلاف قانون سازی کی ہے وہ اپنے سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہے اور اس سلسلہ میں اسلام کے بارے میں غلط باتیں منسوب

کرنا خلاف حقیقت ہے۔اسلامی تعلیمات روز روشن کی طرح واضح ہیں جن کا غیر جانبدارانہ مطالعہ اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات کا خود جواب دیدیتا ہے۔بہر کیف معاشرتی زندگی کو پاک اور محفوظ وصحت مند بنانے لیے احکامات حجاب کی پاسداری ضروری ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] http://www.islamtimes.org/vdccomqi.2bq0o87ca2.html(Friday 30 April 2010)

[2] http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=154055(31-01-2011)

[3] http://www.itdunya.com/showthread.php?t=211715(18th July 2010)

[4] http://www.islamtimes.org/vdcewo8w.jh8nniqdbj.html (16/05/2011)

[5] http://www.islamtimes.org/vdccomqi.2bq0o87ca2.html(Friday 30 April 2010)

[6] http://www.arynews.tv/urdusite/newsdetail1.asp?nid=50423(12/10/2010)
http://www.islamtimes.org/vdcjvxex.uqemtzl3fu.html(10-12-2010)

[7] http://www.erfan.ir/article/article.php?id=16889(Wednesday 01st 2011)

[8] http://khabrain.net/frmPrint.aspx?KBR_ID=3378&Cat=CAT-02(07/05/2011)

[9] http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2010/02/100203_france_citizenship_zee.shtm(03/02.2010)

[10] http://urdu.aaj.tv/national/2011/04/11/100365_1_story.html

[11] http://khabrain.net/frmPrint.aspx?KBR_ID=3378&Cat=CAT-02(07/05/2011)

[12] http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2010/02/100203_france_citizenship_zee.shtm(03/02.2010)

[13] http://www.jasarat.com/unicode/detail.php?category=8&coluid=2024 (07/05/2010)

[14] http://search.jang.com.pk/details.asp?nid=362069 (07/05/2011)

[15] http://www.islamtimes.org/vdccmmqi.2bqpx87ca2.html (12/05/2011)

[16] http://www.akhbaroafkar.com/print.asp?lang=&cMode=pr&aid=1938

[17] طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز، جولائی 2010ء، صفحہ 126

[18] http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=154055(31-01-2011)

[19] گوہر رحمان، مولانا، اسلامی سیاست، مردان، مکتبہ تفہیم القرآن، 2002ء، صفحہ 88

[20] http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=154055(31-01-2011)

[21] Ibid

[22] Ibid

[23] جس کی تفصیل، سید ابو الاعلی مودودیؒ کی کتاب "پردہ" اور سید ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب "اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض" (ناشر، مجلس نشریات ناظم آباد کراچی) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

[24] ابو داؤد، السجستانی، سلیمان بن اشعث، السنن، بیروت، دار الفکر، (س ن) جلد 1، صفحہ 61

الترمذی، ابو عیسی محمد بن موسی، السنن، بیروت، دار احیاء التراث العربی (س ن) جلد 1، صفحہ 190

[25] ابن قیم، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، بیروت، دار الجیل، 1973ء جلد 1، صفحہ 201

[26] ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، فتح الباری، دار المعرفت، بیروت، 1379ھ، جلد 1، صفحہ 254

[27] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم مصری، البحر الرائق، بیروت، دار المعرفت، (س ن) جلد 1، صفحہ 45

[28] شامی، محمد امین، علامہ، حاشیہ ابن عابدین، بیروت دار الفکر 1386ھ، جلد 1، صفحہ 145

[29] عطیہ بن محمد سالم، شرح بلوغ المرام، (کتاب الحج۔ باب صفۃ الحج ودخول مکۃ) ناشر (نامعلوم) (س ن) جلد 181، صفحہ 1

[30] العادیات:8

[31] الاسراء:70

[32] الاعراف:27

[33] الاعراف:35

[34] الاعراف:172

[35] النحل:58،59

[36] التکویر:8،9

[37] آل عمران:195

[38] النساء:124

[39] المائدہ:38

[40] آل عمران:14

[41] مسلم بن حجاج، امام، الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربی، (س ن) جلد 2، صفحہ 1021

[42] الاحزاب:59

[43] الاحزاب:33

[44] الاحزاب:33

[45] مسلم، الصحیح، جلد 4، صفحہ 1709

[46] مالک بن انس، ابو عبداللہ، امام، موطا، دمشق، دار القلم، 1413ھ، جلد 3، صفحہ 224

احمد بن حنبل، امام، مسند، قاہرہ، موسسہ قرطبہ، (س ن) جلد 1، صفحہ 313

[47] http://www.islamtimes.org/vdcewo8w.jh8nniqdbj.html (Sunday 16 May 2010)

[48] Ibid